شوافع ادلہ احکام اور مسائل کے استنباط میں امام شافعیؒ کا نقطہ نظر ایک تحقیقی مطالعہ

An Analytical study of Shafi's Doctrine in Excogitation of Shariah principles

Dr.Saira Taiba
Assistant Professor Islamic Studies Department
Bahauddin Zakariya University, Multan
Email: sairaafzal524@gmail.com
Muhammad Ammar Hassan Khan
M.phil Islamic Studies, University of Sargodha
Rukhshanda Yasmin
PhD scholar, The Islamia University of Bahawalpur

Abstract

The principles of jurisprudence were used even before Imam Shafi. The jurists would argue, keeping in mind the principles when necessary, but they did not have a comprehensive law to identify the Shariah arguments. From which he would get acquainted with the Shariah arguments and would refer to these principles in case of conflict or preference. The law began to turn to the general.
Imam Shafi wrote the knowledge of the principles of jurisprudence with the help of which it became easy to know the level of Shariah arguments and when necessary the jurists started referring to this general law. In this article these methods and rules and regulations should be discussed. With the help of which these issues became known, that is, the basis of the issues will be discussed, In other words, it can be said that the Shariah arguments from which we deduce the injunctions will be seen in the light of these arguments to understand how this issue is understood. Since the issues are related to jurisprudence, so are those rules. There will be jurisprudence and the principles and rules that are related to jurisprudence are called principles of jurisprudence. To understand the principles of jurisprudence, it can be defined as the set of principles and rules on the basis of which the rules is derived.
Keyword: jurisprudence, Imam Shafi, Shariah, principles

امام شافعیؒ سے قبل بھی اصول فقہ کا استعمال کیا جاتا تھا۔ فقہا استدلال کرتے، بوقت ضرورت اصولوں کو مد نظر رکھتے، لیکن ان کے پاس شرعی دلائل کی پہچان کے لیے قانون کلی موجود نہ تھا۔ جس سے شرعی دلائل کی معرفت حاصل کرتے اور تعارض یا ترجیح کے وقت ان اصولوں کی طرف رجوع کرتے۔ امام شافعیؒ نے علم اصول فقہ کو مدون کیا جس کی مدد سے شرعی دلائل کے مراتب کو جاننے میں آسانی ہوگئی اور بوقت ضرورت فقہا اس قانون کلی کی طرف رجوع کرنے لگے۔ اس مضمون میں ان طریقوں اور قواعد وضوابط سے بحث کی جائے گئی جن کہ

مدد سے یہ مسائل معلوم ہوئے یعنی جو مسائل کی بنیاد ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ ادلہ شرعیہ جن سے ہم احکامات کا استنباط کرتے ہیں ان کو دیکھا گیا ہے کہ ان دلائل کی روشنی میں یہ مسئلہ کیسے سمجھ آتا ہے۔ چونکہ مسائل کا تعلق فقہ سے ہے لہذا وہ قواعد بھی فقہی ہونگے اور ان اصول اور قواعد کو کہ جن کا تعلق فقہ سے ہے اصول فقہ کہا جاتا ہے۔ اصول فقہ کو سمجھنے کے لیے اس کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے کہ اصول اور قواعد کا وہ مجموعہ کہ جس کی بنیاد پر شرعی دلائل سے احکامات کو اخذ کیا جاتا ہے۔

الرسالہ[1] کو امام شافعیؒ[2] کی اصول فقہ میں سے اولین تصنیف مانا جاتا ہے کتاب الام کو اس کے مقابلہ میں صرف فقہ کی تصانیف مانا جاتا ہے، جو دیگر کتب کی طرح فقہ کی مانند کتاب سے کتاب اور باب سے باب اس سے بحث کرتی ہے۔ جزوی طور پر یہ تقسیم ٹھیک ہے کیونکہ کتاب الام میں مسائل کلیہ کے ہیں۔ احکام فرعیہ بھی موجود ہیں جیسا کہ ابوزہرہ اس پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ اکثر قواعد وہ ہیں جو مناظروں کے دوران میں گفتگو کرتے ہوئے انکی زبان پر جاری ہوئے ہیں پھر خود ہی انکی تردید یا تائید کی ہو کہ کتاب الام میں بھی ایک جیسے اکثر قواعد اور احکام موجود ہیں۔[3]

شوافع ادلہ احکام اور اس کے بنیادی اصول:

کتاب الام[4] میں امام شافعیؒ نے علم کی دو قسمیں بیان کی ہیں (۱) علم عام (۲) علم خاص

پہلی قسم (علم عام)

وہ ہے جو ہر مسلمان پر حاصل کرنا لازم ہے اس کا تعلق فرائض سے ہے جیسا کہ روزہ، نماز، زکوٰۃ اور حج وغیرہ۔ یہ وہ علم ہے جو کتاب اللہ میں بطور نص موجود ہے اس کے وجوب پر کوئی جھگڑا نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اختلاف ہے۔ اور نہ اس میں کوئی غلطی ہے اور نہ تاویل اور جتنی بھی منصوصات ہیں ان کے احکام کی تفصیل سنت سے ثابت ہے۔

دوسری قسم (علم خاص ہے):

جو قرآن و سنت سے ثابت نہیں اور اس میں قیاس کا امکان موجود ہے اگر اس علم میں اخبار وحاد ہیں تو ان کا تعلق علم خاص سے ہے اور وہ تاویل کا احتمال رکھتی ہیں اور قیاس کا احتمال بھی ہو سکتا ہے۔ اس علم کا حکم یہ ہے کہ یہ علم فرض کفایہ ہے۔ اس کو حاصل کرنا مخصوص اہل علم کیلئے لازم ہے۔ امام شافعیؒ کتاب الام میں اسی علم خاص کے طبقات و مراتب بیان کئے ہیں۔

چنانچہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ علم کے مختلف طبقات اور اقسام ہیں اور ان میں درجہ اور مرتبے کا بھی فرق ہے۔ سب سے پہلے آپ کتاب میں حکم تلاش کرو اور سنت متواترہ میں حکم تلاش کرو۔ ان دونوں کی ترتیب میں پہلے

قرآن ہے اور پھر سنت متواترہ ہے۔ اگر ان دونوں میں آپ کو مطلوبہ حکم نہیں ملتا تو پھر اجماع میں اس حکم کو تلاش کرو پھر اس کے بعد قول صحابی ہیں۔ اس حکم کو تلاش کیا جائے لیکن شرط ہے کہ قول صحابی متفقہ ہو اور اگر اقوال صحابہ مختلف ہوں تو کسی ایک صحابی کے قول کو اختیار کیا سکتا ہے اور آخر میں بیان کردہ طبقات علم میں سے کسی ایک پر قیاس کر کے مطلوب حکم تلاش کر لو۔[5]

یہاں پر امام شافعیؒ نے قرآن مجید کو پہلے درجے میں رکھا ہے اور سنت کو دوسرے درجے میں رکھا ہے لیکن حقیقت میں وہ ان دونوں کو ایک ہی درجے میں رکھتے ہیں۔ دوسرے درجے میں وہ اجماع کو رکھتے ہیں اور تیسرے درجے میں وہ متفقہ قول صحابہ کو اور چوتھے درجے میں اختلافی اقوال صحابہ کو اور پانچویں درجے میں قیاس کو رکھتے ہیں۔

الحاصل: امام شافعیؒ ادلہ احکام کو پانچ بنیادی طبقات میں تقسیم کرتے ہیں:۔

(۱) قرآن و سنت (قرآن و سنت متواترہ) (۲) طبقہ ثانیہ، اجماع (۳) طبقہ ثالثہ متفقہ قول صحابہ (۴) طبقہ رابعہ فیہ قول صحابی (۵) طبقہ خامسہ، قیاس

طبقہ اولی: کتاب اللہ اور سنت متواترہ

امام شافعیؒ قرآن مجید اور سنت متواترہ کو درجہ بدرجہ رکھنے کے باوجود انہوں نے یہ نظریہ پہلی بار پیش کیا کہ کتاب اللہ اور سنت متواترہ ایک ہی درجہ میں ہیں کیونکہ یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعے سے ملے ہیں اگر چہ دونوں کے طریقے الگ الگ ہیں۔ امام شافعیؒ نے سنت متواترہ کو قرآن کے ہم مرتبہ ہونے کے لئے قرآن کریم کی یہ آیت بطور دلیل پیش کی ہے۔

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى "۔[6]

"وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا یہ تو ایک وحی ہے جو اُس پر نازل کی جاتی ہے"

اور دوسری آیت

"وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ"۔[7]

"جو کچھ رسولؐ تمھیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روک دے اس سے رک جاؤ اللہ سے ڈرو، اللہ سخت سزا دینے والا ہے"

امام شافعیؒ جس سنت کو کتاب اللہ کے ہم پلہ ٹھہراتے ہیں وہ سنت متواترہ ہے۔ خبر واحد احادیث متواترہ اور احادیث مشہورہ کے جب ہم پلہ نہیں تو پھر کیسے وہ قرآنی آیات کے ہم پلہ ہو سکتی ہے؟ دوسری وجہ یہ ہے کہ سنت متواترہ سے قطعی حکم ثابت ہوتا ہے۔ ایسے ہی قرآنی آیات سے بھی قطعی حکم ثابت ہوتا ہے۔ لیکن اس کے برخلاف

خبر واحد سے ظنی حکم ثابت ہوتا ہے۔ بہر حال امام شافعیؒ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو کلی طور پر ہم پلہ بھی نہیں سمجھتے بلکہ قرآن کی آیات اور سنت رسول میں کسی اعتبار سے بھی وجہ ترجیح ثابت نہ ہو سکے، حالانکہ امام شافعیؒ سنت رسول ﷺ کو کتاب اللہ کے لئے ناسخ نہیں مانتے اور پھر کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں بھی پہلے دو پر کتاب اللہ کو رکھتے ہیں، دوسرے درجے پر سنت رسول ﷺ کو، لیکن جب وہ طبقات بیان کرتے ہیں کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو ایک طبقہ شمار کرتے ہیں۔

کتاب الام میں امام شافعیؒ مختلف جگہ پر کتاب اللہ، سنت متواترہ اور خبر واحد پر اصولی بحثیں کی ہیں امام شافعیؒ کے نزدیک کچھ نصوص ایسی ہیں کہ جنکی تشریح کرنے میں کسی خارجی مدد کی ضرورت نہیں، وہ آیات ظاہرہ ہیں جیسے آیات لعان اب اس میں کسی خارجی مدد کی ضرورت نہیں۔ اور دوسری قسم کی وہ نصوص ہیں جن کی وضاحت سنت کر تی ہے جنکی وضاحت سنت کرتی ہے جیسے فرض نمازوں کی وضاحت اسی طرح حج عمرہ کی وضاحت وغیرہ۔

کتاب اللہ اور سنت کی مثال :

امام شافعیؒ نے کتاب الام میں کتاب صلاۃ العیدین کی بحث شروع کرنے سے پہلے بطور دلیل اس قرآنی آیت کو پیش کیا۔

"وَلِتُكۡمِلُوا الۡعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمۡ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ "[8]

اور گنتی کو پورا کرو اور اللہ کی بڑائی بیان کرو جیسا کہ تمہیں ہدایت ہے۔

امام شافعیؒ نے اس کے بعد بطور دلیل حدیث رسول اللہ ﷺ کو پیش کیا۔

"قال رسول اللہ لاتصوموا حتیٰ تروہ ولا تفطروا حتی تروہ یعنی الھلال فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلثین"[9]۔

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ دیکھ کر ہی رکھو اور افطار دیکھ کر ہی کرو یعنی چاند کو پس اگر وہ تم پر پوشیدہ ہو جائے تو تم تیس دن پورے کرو"۔

امام شافعیؒ نے روزے اور عیدین کے ثبوت کے لئے بطور دلیل قرآن و سنت کو پیش کیا ہے۔ یعنی وہ بیان فرما تے ہیں روزہ رکھنا کب فرض ہو گا۔ اور عیدین پڑھنا اور روزہ کا افطار کب وقوع پذیر ہو گا اس کے لئے وہ سب سے پہلے طبقہ اولیٰ (یعنی قرآن و سنت) سے استدلال پیش کرتے ہوئے سب سے پہلے آیات قرآنی پیش کرتے ہیں۔ **ولتکملوا العدۃ الخ** اور پھر اپنے قاعدے کے مطابق سنت رسول پیش کرتے ہیں۔ **لاتصومو۔۔۔۔۔ الخ**

دوسری مثال

دوسری مثال کتاب الام کے باب الصلوٰۃ الکسوف میں امام شافعیؒ نے طبقہ اولیٰ (کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ) سے صلوۃ الکسوف کو ثابت کیا ہے اور بطور دلیل اس آیت کو پیش کیا۔

"وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَ النَّهَارُ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَ اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْن"[10]

"اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں یہ رات اور دن اور سورج اور چاند سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اُس خدا کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے اگر فی الواقع تم اُسی کی عبادت کرنے والے ہو لیکن اگر یہ لوگ غرور میں آکر اپنی ہی بات پر اڑے رہیں تو پروا نہیں، جو فرشتے تیرے رب کے مقرب ہیں وہ شب و روز اس کی تسبیح کر رہے ہیں اور کبھی نہیں تھکتے"۔

امام شافعیؒ نے اسی باب میں حدیث رسول ﷺ کو بھی بطور دلیل پیش کیا۔

"عن عبد الله بن عباسؓ قال رسو ل الله :ان الشمس والقمر أيتان من آيات الله لا يخسفان لموت احد ولا لحياته فاذا رائتهم ذلك فاذكروالله"[11]

"بیشک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں ایک ہیں یہ کسی کی موت و حیات پر گرہن نہیں ہوتے پس جب تم ان کو گرہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو"۔

کتاب اللہ سے حکم ثابت نہ ہونے کی صورت میں سنت سے مثال:

امام شافعیؒ جب کوئی حکم قرآن کریم سے نہیں پاتے تو پھر وہ سنت رسول اللہ ﷺ سے استدلال کرتے ہیں۔ جیسا کہ باب کیف صلاۃ الاستسقاء[12] میں صلاۃ استسقاء کی حقیقت بیان کرتے ہوئے بطور دلیل آپ ﷺ کا عمل بیان کرتے ہیں۔

"سمعت عبدالله بن زيد المازنى يقول خرج رسول الله ﷺ الى المصلى فاستسقى ،وحول رداءه حين استقبل القبلة"[13]

"رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ عید گاہ کی طرف آئے اور نماز استسقاء پڑھی اور اپنی چادر کو تبدیل کیا جس وقت قبلہ رخ ہوئے"۔

طبقہ ثانیہ: اجماع

کتاب وسنت کو ایک طبقہ قرار دینے کے بعد امام شافعیؒ دوسرا طبقہ اجماع کو قرار دیتے ہیں۔ آپ کے نزدیک اجماع کے معنیٰ یہ ہیں کہ کسی زمانے کے علماء کا کسی حکم پر اکتفاء کر لینا اجماع کہلاتا ہے۔ آپؒ نے سب سے پہلا مقام اجماع کا صحابہ کے اجماع کو قرار دیا، اگر کسی اجماعی مسئلہ میں صحابہ کرام کوئی حدیث روایت کریں تو اس حدیث کو بھی حجت سمجھا جائے۔

کتاب الام میں اجماع کے معاملہ پر متعدد جگہ پر امام شافعیؒ کی اصولی بحث اور تفصیل بھی ملتی ہیں۔ یعنی امام شافعی کے نزدیک اجماع وہ قابل حجت ہو گا جس میں کئی قسم کے اختلاف کی گنجائش موجود نہ ہو اور وہ فرائض اصول میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً امام شافعیؒ نے کتاب الام میں شامل رسالہ ابطال الاستحسان میں امام مالک کے نظریہ اجماع اور اہل مدینہ پر نقد کیا ہے ان کو امام شافعیؒ ایک لحاظ سے اجماع بالرائے قرار دیا ہے اور وہ اس پر خبر واحد کو مقدم سمجھتے ہیں۔ چنانچہ امام شافعیؒ نے کتاب الحکم فی المرتد میں تارک صلوٰۃ کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نے مانعین زکوٰۃ کے ساتھ قتال کیا اسلئے کہ وہ اللہ کے فرائض میں سے ہے۔ اس لئے صحابہ کرام نے انکے ساتھ قتال کو حلال سمجھا۔[14]

اس مثال میں امام شافعیؒ نے صحابہ کا وہ عمل نقل کیا ہے جو انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کے خلافت کے زمانہ میں ان کی سربراہی میں منکرین زکوٰۃ کے ساتھ کیا، امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ نے ان کے قتل کو جائز قرار دیا۔ اور صحابہ نے اس بات پر اجماع کیا کہ منکرین زکوٰۃ کو قتل کیا جائے گا۔

طبقہ ثالثہ: متفقہ قول صحابی

امام شافعیؒ تیسرے طبقے میں متفقہ قول صحابی کو رکھتے ہیں صحابہ کرام کے درمیان اختلاف کی صورت میں وہ اس کو بھی حجت مانتے ہیں لیکن ان میں کسی ایک قول صحابی کو ترجیح دیتے ہیں بعض شافعیؒ علماء محققین یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ امام شافعیؒ مذہب قدیم میں اقوال صحابہ کو حجت مانتے تھے مگر مذہب جدید میں وہ اقوال صحابہ کو حجت نہیں مانتے لیکن اسی باب میں شیخ ابوزہرہ نے الرسالہ اور کتاب الام کی شہادت کی بناء پر ثابت کیا ہے کہ ان کی یہ بات ٹھیک نہیں کیونکہ امام شافعیؒ نے ہمیشہ اقوال صحابہ کو حجت مانا ہے۔ ان کا مرتبہ امام شافعیؒ کے نزدیک کتاب وسنت اور اجماع کے بعد ہے۔

شیخ ابوزہرہ نے امام شافعیؒ کے نزدیک اجماع صحابہ کا وجوب ثابت کیا ہے۔ امام شافعیؒ نے الرسالہ کی بحث میں اپنا مسلک یہ بیان کیا ہے کہ ان میں سے ہم وہ قول لیں گے جو کتاب اللہ کے موافق ہو یا سنت کے یا اجماع کے یا جو

قیاس میں صحیح ترین ہو۔ یہاں پر حجت اقوال صحابہ زیر بحث نہیں ہے بلکہ مختلف فیہ اقوال صحابہ میں ترجیح کے اسباب کا ذکر ہے۔ امام شافعیؒ نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ ایک صحابی کے قول کا مخالف دوسرے صحابی میں پایا جاتا ہے اور بہت کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ دوسرے صحابی کے قول کا مخالف بالکل نہ ملے وہی متفقہ قول صحابہؓ ہے۔ کتاب الام میں امام شافعیؒ نے اتباع صحابہ پر بحث کی ہے کہ قرآن سنت کی موجودگی میں صرف انہیں کی اتباع کی جائے گی۔ اگر کوئی چیز کتاب وسنت میں موجود نہ ہو اقوال صحابہ کی طرف رجوع کیا جائے گا اور ان میں سے کسی ایک قول کا اختیار کیا جائے گا۔ یہاں ایک بات واضح ہونی چاہیے کہ امام شافعیؒ اقوال صحابہ کو اختلاف کی صورت میں خلفاء راشدین کے اقوال کو مقدم رکھتے ہیں۔ اس کے بعد وہ اس صحابی کا قول اختیار کرتے ہیں جو قرآن وسنت کے زیادہ قریب ہو۔ امام شافعیؒ جب کسی قول کو ترجیح دیتے ہیں تو انہوں نے اس بات کی وضاحت کہیں نہیں کی کہ اقوال صحابہ میں کس کو قرآن وسنت کے قریب قرار دینے کا حق حاصل ہے۔

چنانچہ کتاب الام میں باب صلوٰۃ الکسوف میں اکیلے نماز صلوٰۃ الکسوف کی نماز پڑھنے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو والی کا خوف ہو تو وہ علیحدہ نماز پڑھ لے اور اگر والی کا خوف نہ ہو تو وہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھے۔ اس سلسلے میں وہ ابن عباس کا قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے علیحدہ زم زم کے کنویں کے پاس دو رکعت نماز پڑھی جب انہوں نے سورج کو گرہن ہوتے ہوئے دیکھا۔ یہاں پر امام شافعیؒ نے ابن عباس کو اس وجہ سے لیا ہے کیوں کہ وہ قرآن وسنت کے زیادہ قریب تھے۔

طبقہ رابعہ: مختلف فیہ قول صحابہ

مذکورہ بحث میں امام شافعیؒ کا کسی ایک صحابی کا قول کو اختیار کرنے کا اصول تو گزر چکا ہے اور اس کی وجہ ترجیح بھی بیان ہو چکی ہے اور خلفاء راشدین میں سے کسی ایک کے قول کو اختیار کرنے کی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ عام طور پر خلیفہ کے قول اور عمل کو قبول کرتے ہیں اور اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔ کتاب الام میں بھی امام شافعی نے کسی نہ کسی قول صحابی کو ترجیح دی ہے اور انہوں نے ترجیح دیتے ہوئے قرآن وسنت اور لغت کا استعمال کیا ہے اس کی مثال ثلثۃ قروء ہے اصول شاشی میں خلاصہ یہ ہے کہ امام شافعیؒ مختلف اقوال صحابہ میں خلفاء راشدین کے اقوال کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس کے بعد ان اقوال صحابہ کو ترجیح دیتے ہیں جو قرآن وسنت کے زیادہ قریب ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ لغت اور زبان کا سہارا لیتے ہیں۔

طبقہ خامسہ: قیاس

امام شافعیؒ پانچویں اور آخری درجے پر قیاس کو رکھتے ہیں کئی شافعی فقہاء کرام نے قیاس سے کافی کام لیا ہے اور ان کے کچھ اصول وضوابط بھی مقرر کئے ہیں۔

لیکن ان کے نظریات ایک جگہ نہ ٹھہر سکے اس پر کوئی باقاعدہ تصنیف بھی نہیں کی لیکن امام شافعیؒ قیاس کے قواعد وضوابط باقاعدہ اصولی بحث کی اور ان کی تدوین بھی کی۔

علما کرام نے قیاس کی تعریف کی ہے کہ ایسا معاملہ جو غیر منصوص ہو اس کے حکم وصف اور علت منصوص معاملے کے حکم وصف اور علت کے ساتھ اشتراک ہو جائے تو وہ قیاس ہے۔ امام شافعیؒ کے مباحث قیاس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی واقعہ یا امر میں منصوص حکم نہ ہے تو اجتہاد سے راہ نکالی جاسکتی ہے۔ اور اس قسم کا اجتہاد قیاس کہلاتا ہے قیاس کسی نہ کسی فصل کے تابع ہوتا ہے۔ قیاس کی مثال امام شافعیؒ نے اپنی کتاب کتاب الام میں کئی مقامات پر مسائل کے استثناء میں قیاس کو بروئے کار لایا ہے۔

چنانچہ امام شافعی نے کتاب الام میں باب الحکم فی تارک الصلاۃ میں نماز کو زکوٰۃ پر قیاس کرتے ہوئے تارک صلوۃ کو واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں اگر ایک شخص منکر زکوٰۃ ہے یعنی زکوٰۃ کی ادائیگی کا انکار کرتا ہے تو اس کو باجماع صحابہ قتل کیا جائے گا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ کو منکر کو قتل کرنے کی علت یہ ہے کہ منکر زکوٰۃ حکم خداوندی سے عدولی کر رہا ہے۔ جب منکر زکوٰۃ کو حکم خداوندی سے عدولی پر قتل کیا جاسکتا ہے تو یہی علت یعنی عدولی حکم خداوندی کو تارک صلوٰۃ میں پائی جاتی ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں جب کہ یہ علت تارک صلوٰۃ میں زیادہ پائی جاتی ہے کیونکہ نماز زکوٰۃ سے بھی حکم خداوندی ہے۔ لہذا تارک صلوٰۃ کو قتل کرنا بطریق اولی ثابت ہو گا۔

وہ فرماتے ہیں

"وقال الشافعی من ترک الصلوٰۃ المکتوبۃ من دخل فی الاسلام قتل له لم تصلی ؟ فان ذکر نسیا ناً قلنا فصل اذاذکر ت فان ذکر مرضاً قلنا فصل کیف اطقت قائماًاو قاعداًاو مضطجعاًاو فومیاًفان قال انا اطیق الصلاۃ و احسنها وان کانت علی فرضا، قیل له الصلوٰۃ علیک شیءُلا یعمله عنه غیرک تکون الا بعملک ، ان الصلاۃ اعظم من الزکاۃ"۔ [15]

امام شافعیؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے جان بوجھ کر فرض نماز کو چھوڑ دیا اور وہ شخص حالت اسلام میں ہے تو اسے کہا جائے گا کہ تو نے نماز کیوں نہیں پڑھی پس اگر وہ بھول جانے کا ذکر کرے تو ہم کہیں گے کہ تو نماز پڑھ لے

جب تجھے یاد آجائے پس اگر وہ بیماری کا عذر کرے تو اس کو کہا جائے گا کہ تو جیسے طاقت رکھتا ہے ویسے نماز پڑھ لے چاہے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر یا لیٹ کر یا اشارہ کے ساتھ۔ پس اگر وہ کہے کہ میں طاقت رکھتا ہوں نماز کی ادا اس کو اچھا سمجھتا ہو لیکن میں نماز نہیں پڑھتا اگرچہ یہ میرے اوپر فرض ہے تو اس کو کہا جائے گا کہ یہ تیرے اوپر فرض ہے اس کو تیرے علاوہ کوئی اور ادا نہیں کر سکتا اور یہ تیرے عمل کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا پس اگر وہ نماز پڑھ لیتا ہے وگرنہ اس سے توبہ کروائی جائے گی پس اگر وہ توبہ کرلے تو ٹھیک وگرنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ کیونکہ نماز زکوٰۃ سے زیادہ بہتر ہے اور افضل ہے۔

امام شافعیؒ اسی مسئلے کی ذیل میں اپنے مناظرہ اسلوب میں آگے چل کر مزید تفصیل فرماتے ہوئے کہتے ہیں۔

"قال لا يكون اميناًعليها اذاظفرلى انه لايصلها و هى حق عليه قلت : افتقتله بر ایک فی الامتناع من حكمک بر أيک و تدع قتله فى الا متناع من الصلاةالتيابين ما افترض الله عزوجل بعد توحيد الله و شها دة ان محمد أرسول الله۔والا يمان بما ء جا ء به من الله تبا رک وتعالى "[16]

فرمایا وہ اس پر امین نہیں ہے جب میرے اوپر بات واضح ہو جائے کہ وہ نماز نہیں پڑھتا یہ حق اس پر واجب ہے میں کہتا ہوں کہ کیا آپ اس کو قتل کرتے ہیں اپنا فیصلہ نہ ناننے کی وجہ سے اپنی رائے کی وجہ سے اور آپ چھوڑتے ہیں اس کے قتل کو نماز سے روکنے کے بارے میں حالانکہ وہ واضح ہے اللہ کے فرائض میں سے، توحید کے بعد اور رسالت کے بعد اور ایمان کے بعد جو رسولؐ لے آئیں ہیں۔

حاصل بحث

قرآن وحدیث یہ دونوں ہمارے بنیادی مآخذ ہیں اسی سلسلہ کو مدنظر رکھ کر ائمہ کرام نے قرآن وحدیث سے مسائل کا استنباط کیا اور ہمارے سامنے پیش کیا تاکہ عام مسلمانوں کو معلوم ہو جائے، کہ وہ اپنی زندگی قرآن و سنت کے مطابق کیسے گزاریں۔ قرآن اور حدیث کے مسائل کی آسان اور عام فہم انداز میں وضاحت کی گئی ہے ۔جنہیں فقہی مسائل کہا جاتا ہے۔ گویا کہ ان فقہی مسائل میں مسلمانوں کی زندگی کے تمام پہلوؤں کے متعلق قوانین ہیں۔ جن سے مختلف معاملات میں رہنمائی ملتی ہے۔ کہ مسلمانوں کے عقائد کیا ہوں؟ عبادات کیسے کریں؟ اور خرید و فروخت کے اصول کیا ہیں ؟ اور زندگی کا رہن سہن کیسا ہونا چاہئے ، کس طرح ہمیں حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے چاہیں۔ چونکہ زندگی کے تمام شعبوں کے اصول اور قانون ہوتے ہیں، تو ایک مسلمان کی اسلامی زندگی پر مشتمل اصول و قانون کو فقہ کہا جاتا ہے ۔ان فقہوں میں سے ایک فقہ شافعی ہے۔ اس فقہ شافعی کی تشریح اور وضاحت کی گئی اور اس کی تنقیح کی گئی۔ اس فقہ شافعی کی تحقیق و تخریج کی گئی، اس پر جو بھی کام ہوا وہ عربی زبان میں

کیا گیا۔ چنانچہ اسی سلسلے میں ہمیں یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ جو لوگ عربی زبان کو نہیں جانتے تو انہیں فقہ شافعی پڑھنے اور سمجھنے کا موقع ملے۔ اور وہ بھی اپنی زندگی کے لیے اس سے رہنمائی حاصل کر سکیں۔ اس لیے "شوافع ادلہ احکام اور مسائل کے استنباط میں امام شافعیؒ کا نقطہ نظر ایک تحقیقی مطالعہ " کو تحقیق کا موضوع بنایا گیا۔

حوالہ جات

[1]"الرسالہ" امام شافعیؒ کی مشہور ترین تصنیف ہے یہ اُصولِ فقہ کی پہلی کتابوں میں سے ہے ۔

[2]امام شافعی رحمہ اللہ کا پورا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ ابو عبد اللہ محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع بن السائب بن عبید بن عبد یزید بن ھاشم بن عبد المطلب بن عبد مناف (ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی۔ حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ج۹، ص۶۷، بیروت: دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۹ھ۔)

[3]محمد ابو زہرہ، آثار الامام الشافعیؒ (بیروت: دار الفکر، س ن) ۳۴۹-۳۵۰۔

[4] امام شافعی رحمہ اللہ کی تمام تصانیف ہی بہت اہم ہیں ان کی فقہ کا نچوڑ اور بنیاد "الام" کتاب ہے۔ یہ کتاب فقہ شافعی کی امہات الکتب میں شمار ہوتی ہے اور یعنی وہ بنیادی اولین کتب جن پر کسی مکتب فکر کا دار و مدار ہو۔ بعد میں فقہ شافعی رحمہ اللہ پر جو کچھ لکھا گیا اسی کو اساس وبنیاد بنایا گیا۔

[5] محمد ابو زہرہ، آثار الامام الشافعیؒ، ۳۴۹-۳۵۰ ۔

[6] النجم: ۳ ۔

[7] الحشر: ۷ ۔

[8] البقرۃ: ۱۸۵ ۔

[9] حجاج بن مسلم، صحیح مسلم (ریاض: مکتبہ دار السلام، ۱۹۹۸ء)، ۲/ ۶۲۔۔

[10] حم سجدہ: ۳۷-۳۸ ۔

[11]مالک بن انس، امام۔ موطا امام مالک (بیروت: دار الفکر لبنان، ۱۴۰۹ھ)، ۱/ ۱۸۶-۱۸۷۔

[12] محمد بن ادریس الشافعی، کتاب الام۔ منقحہ مصححہ (بیروت: دار الفکر، للطباعۃ والنشر والتوضیح، ۱۴۲۲ھ)، ۲/ ۵۶۳ ۔

[13]مالک، المؤطا، ۱/ ۱۹۰ ۔

[14] الشافعیؒ، کتاب الام، ۲/ ۲۴ ۔

[15] الشافعیؒ، کتاب الام، ۲/ ۴۸۱۔

[16] بخاری، محمد بن اسماعیل۔ الجامع الصحیح بخاری (ریاض: مکتبہ دار السلام، ۱۹۹۸ء)، ۲/ ۳۲۔